جناب راجہ میاں نور محمد نظامی*

حضرت مولانا احمد ہزاروی فاضل سکندر پوریؒ

نامور فقیہ، محدث اور جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا احمد ہزاروی فاضل سکندر پوری دارالعلوم دیو بند کے ابتدائی دور کے فاضلین اور مدرسین میں سے تھے۔ قطب العالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ المتوفی ۱۳۲۳ھ ۱۹۰۵ء کے دست گرفتہ اور زمرہ خواص میں شامل تھے۔ فتاویٰ رشیدیہ میں آپکے تصدیقی دستخط ''احمد الہز اروی'' کے نام سے موجود ہیں۔ برصغیر پاک و ہند کے جید علمائے کرام و مشائخ عظام آپ کے تلامذہ میں شامل ہیں۔

مولد و تاریخ پیدائش

آپ کی پیدائش موضع سکندر پور ضلع ہری پور ہزارہ میں سکھوں کے عہد حکومت ۱۲۵۹ھ بمطابق ۱۸۴۳ء میں ہوئی۔

خاندان آبائی وطن

آپکا خاندانی تعلق علاقہ ہزارہ کی ریاست تناول میں آباد مشہور تنولی قبیلے کی شاخ ہندوال سے ہے، تناول ریاست کے مشہور نواب آف انب دربند بھی اسی شاخ سے تعلق رکھتے رہیں، مختلف مؤرخین و مصنفین نے اپنی کتب تواریخ و تذکرہ میں اس تنولی قبیلہ کو کہیں افغانوں کہیں مغلوں اور کہیں راجپوتوں کی شاخ لکھا ہے جبکہ مولانا محمد شمس الاسلام ساکن کالنجر کے بقول یہ قریش عباسی (ڈھونڈ اندوال) ہیں۔ (علماء کی کہانی خودان کی زبانی: ص ۵۰)

والد گرامی

آپ کے والد گرامی مولانا عبداللہ بن شاہ ولی خانؒ موضع کالنجر نزد صوابی میرا جو دربند روڈ پر ہری پور سے پندرہ میل کے فاصلے پر واقع ہے (جو تربیلہ جھیل کے شمالی کنارے پر واقع ہے) ضلع ہری پور ہزارہ میں پیدا ہوئے آپ کے والد گرامی شاہ ولی خان موضع کالنجر کے بڑے زمینداروں میں سے تھے،

---

* معروف مخطوطات شناس، مصنف اور صحافی ٹیکسلا

مولانا عبداللہ نے تمام علوم وفنون کی تحصیل ہزارہ اور اٹک کے مدارس میں کی،فراغت کے بعد اپنے استاد مولانا شیخ احمد علوی (المعروف میاں صاحب ملک یار) کے ہاں تدریس کرتے تھے۔آپ سکندر پور کے رئیس اعظم قاضی عبدالغفار گولڑی اعوان التوفی ۱۲۸۹ھ بمطابق ۱۸۷۲ء میاں صاحب ملکیار والوں سے درخواست کر کے آپ کو امامت وتدریس کے لیے سکندر پور سے آئے، آپ نے سکندر پور میں نماز جمعہ کا اجراء بھی کیا اور سکندر پور میں نماز جمعہ پڑھاتے تھے۔۲۲ ماہ رجب المرجب ۱۲۹۶ھ بمطابق ۱۸۷۹ء کو موضع قاضیان کے مولانا احمد صاحب نے قدیم مسجد کی تعمیر نو شروع کی اس کے لیے ایک تقریب منعقد کی جس میں علاقے کے تمام جید علمائے کرام اور مشائخ عظام نے شرکت کی۔سنگ بنیاد رکھنے والوں میں آپکے علاوہ مولانا مان محمد علوی فرزند مولانا شیخ احمد علوی المعروف میاں صاحب ملکیار، میاں صاحب کے فرزند سید احمد، سید مخدوم شاہ ساکن موضع جامہ اور خواجہ عبدالرحمٰن چھوروی جیسے اکابر شامل تھے۔راقم الحروف کے ہاں مولانا فضل احمد جابری انصاری ساکن حطار کی ایک قلمی بیاض موجود ہے جس میں آپ کی بعض تحریریں بھی شامل ہیں اور ایک دست نویس مکتوب بھی موجود ہے۔ نیز آپ کا ایک فتویٰ مولانا فیض عالم ساکن درویش کی کتاب صيانية الاكياس عن وسوسة الخناس میں موجود ہے۔ایک متقی، ماہر علوم و فنون اور مستجاب الدعوات عالم تھے۔یکم ذیقعدہ ۱۳۲۲ھ بمطابق ۱۸ جنوری ۱۹۰۴ء کو صبح صادق کے وقت فوت ہوئے نماز جنازہ مولانا قاضی امیر حمزہ قریشی (ساکن بھوئی گاڑ) نے پڑھائی اور قبرستان ہنجیرہ قاضی میر عالم سکندر پور گاؤں کے باہر شمال مشرق کی طرف دفن ہوئے۔آپ نے اپنے آبائی گاؤں موضع کالنجر کے مولانا میر عبداللہ کی دختر جو مولانا غلام ربانی کی ہمشیرہ تھیں سے شادی کی تھی جس سے ایک فرزند شیخ الحدیث مولانا احمد فاضل ہزاروی تھے دیگر اولاد کے متعلق نہ معلوم ہوسکا۔آپ کی آبائی قصبہ کالنجر میں کافی معقول جائیداد تھی۔(علماء کی کہانی خودان کی زبانی ص ۲۴۹)

مشہور تلامذہ

آپکے چند مشاہیر تلامذہ یہ حضرات ہیں:

(۱) مولانا احمد ہزاروی فاضل سکندر پوری (فرزند)

(۲) مولانا حیات گل ہری پور التوفی ۱۳۱۳ھ بمطابق ۱۸۹۶ء مدفن پہاڑ وکوٹ

(۳) قاضی میر عالم رئیس اعظم سکندر پور اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ہزارہ۔

(۴) مولانا غلام حسین ساکن ساہووالا ضلع سیالکوٹ

(۵) مولانا حبیب اللہ فرزند زادہ موضع مہری نذد سرائے صالح ضلع ہری پور

تعلیم و اساتذہ

درسیات کی اکثر کتب اپنے والد ماجد مولانا عبداللہ سے پڑھنے کے بعد بعض علوم کی تعلیم بھوئی گاڑ میں حاصل کی، اعلیٰ کتب کی تعلیم کے لیے ہندوستان تشریف لے گئے، مختلف مدارس میں سے ہوتے ہوئے حیدر آباد دکن میں مولانا ابو الحسنات عبدالحئی لکھنوی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مختلف کتب کی تعلیم حاصل کی۔ اسی ہی دوران اپنے استاد گرامی کو نماز قضا عمری کے بارے میں اور اپنے علاقے کے رسوم و رواج اور علمائے زمانہ کی حیلہ سازیوں سے آگاہ کرتے ہوئے اصرار کیا کہ آپ اس پر شرعی نقطہ نظر سے بحث فرمائیں مولانا لکھنوی نے اپنی تصنیف "ردع الاخوان عما احد ثوہ فی آخر جمعة رمضان" میں لکھتے ہیں۔

> وھذا العبارة قد او قضنی علیھا الفاضل النبیل العالم الجلیل المولوی ابو الطیبات احمد بن عبداللّٰہ سکندرفوری الھزاروی حیں حضر عندی لتکمیل بقیة کتبه کشرح ملخص چغمینی وغیر ذلك واقام فی مجالس درسی مدة و حصل عندی ما حصل برحة و ھو الذی اصر علیٰ لتالیف رسالة فیما ھنا لك و ذکرلی ان عوام اطراف بلدته بل بعض خواص اکناف مستقره یھتمون بھذا الصلوٰہ غایة الاھتمام ویود وا فیھا بالا لتزام بل منھم من یقضی صلوته عمداً ظنا انه یصلی قضاء العمری فی جمعة رمضان فیکون ذلك کفارة

> ان عبارتوں سے مجھے فاضل جلیل اور عالم نبیل مولوی ابو الطیبات احمد بن المولوی عبداللہ سکندر پوری الہزاروی نے واقف کر دیا جبکہ وہ میرے ہاں بقیہ کتب شرح ملخص چغمینی وغیرہ کی تکمیل کے لئے پہنچے تھے اور وہ میرے درس کی مجالس میں ایک مدت تک رہے اور انہوں نے مجھ سے جو کچھ حاصل کیا تیزی کے ساتھ حاصل کیا اور انہوں نے ہی مجھے اس رسالہ کی تالیف پر اصرار کیا جو یہ ہے۔

فراغت کے بعد وطن واپس تشریف لائے تو قاضی میر عالم رئیس سکندر پور جو بڑے ذی العلم اور غیر مقلد عالم تھے، تقلید وغیرہ کے مسائل میں آپ سے الجھ گئے، تا اینکہ مولانا نے دوبارہ تحصیل علوم کی طرف رخ کیا اور دیو بند ضلع سہارنپور جا پہنچے، وہاں قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی صدر مدرس سے ۱۲۹۷ھ بمطابق ۱۸۸۰ء میں دورہ حدیث پڑھ کر فراغت حاصل کی۔ ۱۷ شوال ۱۲۹۸ھ (ستمبر ۱۸۸۱ء) کو دارالعلوم دیو بند کی نئی عمارت میں پہلا جلسہ دستار بندی منعقد ہوا اس میں مندرجہ ذیل

فضلاء کی دستار بندی کی گئی جس میں آپ بھی شامل تھے۔

☆ مولانا عزیز الرحمٰن دیوبندی ☆ مولانا احمد سکندر پوری ☆ مولانا محمد اسحاق فرح آبادی

☆ مولانا بشیر احمد ہندولہ ☆ مولانا منفعت علی دیوبندی ☆ مفتی رحیم بخش شیرکوٹی

☆ مولانا سراج الحق دیوبندی

مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ نے تقسیم انعامات کے جلسہ سے خطاب کیا اور حضرت رشید احمد گنگوہی نے فضلاء کی دستار بندی کی اور اسناد عطا کیں، دوران قیام دیوبند مولانا ملا محمود (استاد حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور معقول ومنقول کی کتابوں کی تکمیل کی۔ دوران تعلیم دیوبند آپکا تقرر بطور معین مدرس ہو گیا تھا اور آپ وہاں طلباء کو ابتدائی کتب پڑھاتے تھے، فراغت کے بعد آپ کا تقرر بطور عربی مدرس ہو گیا اور دو سال مزید آپ وہاں طلباء کو پڑھاتے رہے۔ تاریخ دار العلوم دیو بند میں آپ کا نام دار العلوم کے اساتذہ میں سترھویں نمبر پر لکھا ہوا ہے اور مدت تدریس سال ۱۲۹۴ھ (۱۸۲۲ء) تا ۱۲۹۹ھ (۱۸۸۲ء) درج ہے۔

بیعت

آپ کا سلسلہ بیعت طریقت حضرت قطب الاقطاب مولانا رشید احمد گنگوہی سے تھا، حضرت گنگوہی کے کئی خطوط بہ سلسلہ اسباق تصوف آپکے نام تھے، حضرت مولانا عبد الشکور فاضل دیوبند ساکن کھلا بٹ مدرس مدرسہ احمد المدارس سکندر پور کے بقول میں نے بھی حضرت گنگوہی کے بعض خطوط آپ کے نام دیکھے تھے، جبکہ مولانا عزیز الرحمٰن امیر خسرو ہزاری کے بقول حضرت مولانا عبد السلام فرزند حضرت محدث سکندر پوری اور بابا نظام الدین سکندر پوری سے سنا ہے، حضرت سکندر پوری کی بیعت حضرت دادا مولانا خواجہ عزیز خلیفہ مجاز حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی صاحب مرحوم سے اور یہ کہ حضرت سکندر پوری انکے خلیفہ تھے۔ (علماء کی کہانی خود ان کی زبانی ص ۸۴)

تدریس

دار العلوم دیوبند سے ۱۲۹۹ھ بمطابق ۱۸۸۲ء میں چھٹیوں کے بعد وطن واپس سکندر پوری آگئے اور اگلے سال اپنے گاؤں کی مسجد تالاب والی میں (مدرسہ احمد المدارس) میں درس و تدریس شروع کر دی، قاضی میر عالم صاحب سے اکثر نوک جھونک اب بھی رہتی تھی لیکن دیگر علماء عصر کے علاوہ خود قاضی صاحب نے بھی آپکے علم و فضل پر شہادت دی اور قاضی صاحب لکھتے تھے۔ حدیث شریف پڑھانا مولانا احمد کا کام

ہے، قاضی صاحب آپ کے ہم زلف بھی تھے۔ مولانا احمد خود بھی بطور تحدیث نعمت کے فرماتے تھے کہ یہ مشکل ہے کہ کوئی غیر مقلد شخص مجھ سے حدیث پڑھے اور اس میں غیر مقلدیت کا اثر باقی رہے۔ درس و تدریس کا سنتے ہی اطراف عالم سے معقول ومنقول اور تفسیر وحدیث پڑھنے کی غرض سے طلبہ کا جم غفیر آپکے ہاں ہجوم کر آیا، صبح سے شام تک پڑھانے کا سلسلہ جاری رکھتے دوپہر کے وقت معمولی سا آرام فرما لیتے، جب کسی طالب علم کے ساتھ سختی کرتے یا بے اعتنائی برتتے تو آپکے والد ماجد مولانا عبداللہ سکندر پوری کہتے، اے احمد! تیرے پاس طالب علم جمع ہو گئے ہیں۔ خدا تعالیٰ کا شکر کرو ان کے ساتھ اچھا سلوک روا رکھو۔ مولانا خلیل الرحمٰن شیخ الحدیث احمد المدارس التوفی لکھتے ہیں میرے استاذ کے استاذ مولانا سکندر علی ساکن شاہ محمد مرحوم نے فرمایا کہ میں رام پور ہندوستان سے گھر جاتے ہوئے سکندر پور آیا مولانا احمد شرح چغمینی ایسے پڑھا رہے تھے جیسے شیر بیٹھا ہوا ہے۔ مولانا سکندر علی جامع شخصیت تھے۔ آپکے بقول ہزارہ میں جامع الفنون ایک یہ بندہ تھا دوسرے مولانا احمد دیگر علماء جامع نہ تھے۔

ڈاکٹر شیر بہادر خان تاریخ ہزارہ میں لکھتے ہیں۔ سبحان اللہ وہ بھی کیا لیل ونہار تھے جب مولوی احمد اور ان کے والد مولوی عبداللہ سکندر پوری تحصیل ہری پور کی دو مختلف مسجدوں میں علوم دین پڑھایا کرتے تھے، ایک مرتبہ باپ سبق پڑھاتے پڑھاتے رک گئے۔ طالب کو کتاب دے کر فرمایا جاؤ احمد سے اس مشکل کا حل معلوم کرو، جب طالب علم نے واپس آکر بیٹے کی تقریر باپ کو سنائی تو مارے خوشی کے آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور زبان سے الحمدللہ الحمدللہ پکارنے لگے۔ خال خال کوئی ایسا خوش نصیب باپ ہوتا ہے جیسے احمد جیسا بیٹا ملے۔ پرانے ہندوستان (برصغیر پاک و ہند) کی علمی مجالس میں مولوی احمد فاضل سکندر پوری کے نام سے مشہور تھے۔

تعداد طلبہ

جو منتہی طلبہ دورہ حدیث میں شریک ہوتے ان کے ساتھ چھوٹے طلباء بھی ہوتے۔ شرح ملا جامی، کلاس پڑھتے پڑھتے تخمیناً اسی طلبہ ہو جاتے سب کو آپ خود ہی پڑھاتے، صبح کی نماز کے بعد بیٹھ جاتے دوپہر کھانا گھر جا کر کھاتے اور آرام کرتے۔ پھر ظہر کے بعد سبق شروع ہو جاتا تب کہیں مغرب کے وقت جا کر اسباق ختم ہوتے۔

قاضی القضاۃ

علامہ سید عبدالحیٔ حسن لکھنوی اپنی کتاب نزھۃ الخواطر میں لکھتے ہیں اپنے وطن میں قضاءت کا کام

بھی تدریس کے ساتھ کرتے ہیں۔

قاضی میر عالم ڈپٹی کمشنر ہزارہ آپ کے ہم زلف تھے۔حکومت وقت کی طرف سے آپ اپنے علاقے کے قاضی القضاۃ تھے۔ اس لیے اکثر فیصلے آپ کے پاس آتے تھے لیکن آپکا کمال تقویٰ تھا کہ حکومت کی جانب سے فریقین پر جو آپکا خرچہ پڑتا تھا وہ بھی آپ نہیں لیتے تھے۔ فتاویٰ رشیدیہ کے بعض فتویٰ میں آپکے دستخط احمد الہز اروی موجود ہیں۔ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند بقلم ثانی ۱۳۶۶ھ (۱۹۴۶ء) کے مقدمہ میں آپکا کا ذکر خیر موجود ہے۔

تعلقات

اپنے علاقے کے مشاہیر علمائے کرام و مشائخ غلام کے ساتھ ساتھ دارالعلوم دیو بند کے صدر مہتمم صاحبزادہ مولانا حافظ محمد احمد بن قاسم العلوم و الخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی سے برادرانہ اور دوستانہ تعلقات تھے۔

بیادگار احمد المدارس

حضرت مولانا خلیل الرحمٰن سکندر پوری نے آپکی یاد میں اور آپ کے نام نامی پر سکندر پور کی قدیم اسلامی درسگاہ قائم مسجد تالاب والی کا نام شوال ۱۳۷۹ھ بمطابق ۱۹۵۹ء میں احمد المدارس رکھا۔ سید ابو الحسن علی ندوی نے اپنے مکتوبات میں اس مقدمہ کا ذکر کیا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے اشتہار دعوت میں آپ کا نام

مذہب احمدیہ کے بانی مرزا غلام احمد بن مرزا غلام مرتضٰی ساکن قادیان ضلع گورداس پور نے ۲۰ جولائی ۱۹۰۰ء کو برصغیر پاک و ہند کے چھیاسی مشاہیر علمائے کرام اور مشائخ عظام کے نام ایک پمفلٹ بعنوان ''اشتہار دعوت'' شائع کروایا اس کے ضمیمہ میں چھیاسی نام شامل تھے اس کے نمبر چونسٹھ پر آپ کا نام قاضی مولوی احمد ساکن سکندر پور ہزارہ بھی شامل ہے۔

نزھۃ الخواطر جو آپ کی حیات میں لکھی گئی میں آپ کے احوال

علامہ سید عبدالحئ الحسنی لکھنوی المتوفی ۱۳۴۱ھ مطابق ۱۹۲۳ء نے آپکی حیات کے دوران برصغیر پاک و ہند کے جید علماء و مشائخ کے احوال پر آٹھ جلدوں میں ایک ضخیم کتاب عربی میں لکھی ہے جس میں آپ کے مختصر احوال بھی شامل ہیں، لکھتے ہیں:

الشیخ الفاضل القاضی احمد بن فلاں الحنفی الھزاروی احد العلماء و

الصالحین، ولد و نشاء بهزاری و قراء اکثر الکتب الدرسیه علی والده ثم سافر الیٰ دیو بند و اخذ عن اساتذتها فی المدرسة العالیة ثم اجعل الی بلاده ولی القضاء وحصل لله القبول العظیم فی بلاده، وهو الیوم مشتغل بالقضاء والتدریس

''الشیخ الفاضل قاضی احمد بن فلاں حنفی ہزاروی علماء وصالحین میں سے ایک ہیں، ہزارہ میں پیدائش ونشوونما ہوئی، اکثر درس کتب کی تعلیم والد سے حاصل کی بعدازاں دیو بند کا سفر کیا اور مدرسہ عالیہ کے اساتذہ سے تعلیم حاصل کی اپنے وطن مین عہدہ قضاء پر فائز تھے، بہت زیادہ شہرت حاصل ہوئی، اس وقت (کتاب کی تصنیف کے وقت) قضاء وتدریس میں مشغول ہیں۔''

وفات و مدفن

بروز اتوار ۱۷ صفر ۱۳۳۱ھ بمطابق ۱۹۱۳ء کو آپکا وصال ہوا، سکندر پور گاؤں کے شمال مشرق میں قبرستان ہنجیرہ قاضی میر عالم میں آپ کی تدفین ہوئی۔

اولاد

آپ کی اولاد میں ایک صاحبزادے مولانا عبدالسلام اور تین صاحبزادیاں تھیں، مولانا عبدالسلام نے تمام علوم وفنون کی تعلیم والد ماجد سے حاصل کی، دورہ حدیث کے لئے دارالعلوم دیو بند گئے وہاں دوران تعلیم آپ کے والد ماجد فوت ہو گئے اس لیے آپ واپس گھر تشریف لے آئے۔ سلسلہ چشتیہ نظامیہ میں حضرت خواجہ احمد میر شریف تحصل پنڈی گھیپ ضلع اٹک کے خلفاء میں سے تھے۔ تمام عمر مدرسہ احمدیہ (مدرسہ احمد المدارس کا قدیم نام) میں تدریس کی۔ سکندر پور میں فوت ہو کر دفن ہوئے اولاد میں چار صاحبزادے تھے۔ (۱) مولانا محمد طیب (۲) مولانا محمد طاہر (۳) مولانا محمد قاسم (۴) مولانا محمد صالح

مشہور تلامذہ:

آپ کے تلامذہ میں برصغیر پاک و ہند کے بہت سے مشاہیر علماء مشائخ ہوتے جن میں سے چند نام درج ذیل ہیں:۔

(۱) حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی، ساکن تھانہ بھون ہندوستان

(۲) استاذ العلماء مولانا احمد الدین قریشی ساکن بھوئی گاؤں تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک

(۳) مولانا مفتی غلام ربانی قریشی ساکن بھوئی گاؤں تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک

(۴) مولانا محمد رسول خان ہزاروی مدرس دارالعلوم دیو بند موضع اچھڑیاں ضلع مانسہرہ

(۵) خواجہ احمد خان سجادہ نشین میر اشرف ضلع اٹک

(۶) مولانا عبد الجبار ساکن سہریاں گلڑہ ضلع ہری پور ہزارہ

(۷) مولانا مفتی احمد جی ساکن کاکول نزد ایبٹ آباد

(۸) مولانا فتح محمد ضلع ڈیرہ غازی خان

(۹) مولانا صاحبزادہ محمد اکرم شاہ سجادہ نشین خانقاہ فاضلیہ نزد ٹیکسلا ضلع راولپنڈی

(۱۰) مولانا صاحبزادہ محمد اسحاق المعروف اکبر شاہ

(۱۱) مولانا صاحبزادہ غلام یحییٰ شاہ متوفی ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء گڑھی افغاناں (یہ آپکے داماد تھے)

(۱۲) مولانا گل حسن نعمانی فاضل دیوبند ساکن بفہ ضلع مانسہرہ

(۱۳) مولانا محمد دین ساکن میر پور کاہل نزد ہری پور ہزارہ

(۱۴) مولانا قاضی محمد اسماعیل ساکن بالاکوٹ ضلع مانسہرہ

(۱۵) مولانا قاضی اسحاق

(۱۶) مولانا یار محمد بستی غریبہ ضلع ڈیرہ غازی خان

(۱۷) مولانا گہنہ ساکن وہوا ضلع ڈیرہ غازی خان

(۱۸) مولانا قاضی صفی اللہ ساکن سوسل ضلع مانسہرہ (مدرسہ احمدیہ میں پڑھاتے بھی رہے)

(۱۹) قاضی صاحب ڈنڈہ خولیاں ہزارہ

(۲۰) مولانا محمد حمید الدین صدیقی کوٹ نجیب اللہ ضلع ضلع ہری پوری

(۲۱) مولانا محمد عبد الکریم اعوان متوفی ۱۹۴۹ء موضع وجولیہ نزد حویلیاں ضلع ایبٹ آباد

(۲۲) حضرت صاحبزادہ چن پیر صاحب سجادہ نشین چھوہر شریف

ماخذ

(۱) مرزا اعظم بیگ، تواریخ ہزارہ، وکٹریا پریس، لاہور، ۱۸۷۸ء۔ص ۹۶۸

راجہ انور خان جنجوعہ، تاریخ جنجوعہ، الحمزہ آرٹ پریس، خانیوال، ۱۹۸۲ء ص ۲۶۱

فدا حسین تاریخ تناول، اسد محمود پرنٹنگ پریس گوالمنڈی راولپنڈی ۱۹۹۲ء ص ۴۸ تا ۸۰

سید مراد علی، تاریخ تناولیاں، مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ لاہور ۱۹۷۵ء ص ۸۱

غلام نبی خان، الافغان تنولی، گنج شکر پرنٹرز لاہور ۱۹۹۳ء ص ۷۱ تا ۷۲

(۲) شجرہ نسب مالکان موضع قاضیاں، شامل ریکارڈ محکمہ مال بندوبست ۱۸۷۲ء

محمد عیسیٰ گورمانی چشمہ حیات، دار العلوم محمدیہ لتڑی، ضلع ڈیرہ غازی خان، ۱۳۹۸ھ ص ۱۲۳

(۳) سید محمود شاہ ڈھیڈہ استفتا بابت ادئے جمعہ، مطبع مصطفائی لاہور س، ن
(۴) مولانا احمد ساکن قاضیان، بیاض، قلمی ۱۳۰۰ھ ص ۲۰ عکس مملوکہ کتب خان راجہ نور محمد نظامی بھوئی گاؤں
(۵) بیاض مولانا فضل احمد جابری ارمغادی، قلمی، ۱۳۲۰ھ اور مکتوب، قلمی، کتبخانہ راجہ نور محمد نظامی میں موجود ہیں۔
(۶) ابوالاسعد محمد المدعو بفضل عالم ہزاروی، صیانیة الاکیاس عن و سوسة الخناس، مطبع مصطفائی لاہور ص ۱۰۴
(۷) قاضی نواب علی جدون، سوانح عمری، قلمی، ۱۹۱۵ء ص ۱۳۷ کتب خانہ راجہ نور محمد نظامی بھوئی گاڑ
(۸) محمد اقبال مجددی، علمائے ساہووالا کا ایک غیر مطبوعہ تذکرہ، دار المؤرخین چانی میراں، لاہور س ن ص ۱۶
(۹) مولانا ابوالحسنات عبدالحئی لکھنوی، ردع الاخوان عما احدثوہ فی آخر جمعة رمضان، مطبع مصطفائی، ۱۳۰۳ھ ص ۳۶، ۳۷
(۱۰) فیوض الرحمٰن جدون، مشاہیر علمائے سرحد، مجلس نشریات اسلام، کراچی، ۱۹۹۸ء ص ۷۹
چشمہ حیات ایضاً ص ۱۲۳
سید محبوب اصغری، تاریخ دارالعلوم دیوبند، اشاعت خصوصی ماہنامہ الرشید ساہیوال مارچ، اپریل ۱۹۸۰ء
(۱۱) فیوض الرحمٰن جدون، علمائے ہزارہ، فرنٹیر پبلشنگ کمپنی، لاہور ص ن ص ۲۰
(۱۲) چشمہ حیات ایضاً ص ۱۲۲، ۱۲۳
(۱۳) ایضاً ص ۱۲۵
(۱۴) ڈاکٹر شیر بہادر خان پنی، تاریخ ہزارہ ثنائی برقی پریس لاہور ۱۹۶۹ء ص ۶۶۷
(۱۵) چشمہ حیات ایضاً ص ۱۲۴
(۱۶) عبدالحئی بن فخر الدین حسینی لکھنوی، نزھة الخواطر، قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۹۷۵ء ج ۸، ص ۳۸
(۱۷) چشمہ حیات، ایضاً، ص ۱۲۴
(۱۸) مولانا مفتی محمد شفیع فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مطبوعہ ۱۳۶۶ھ مقدمہ طبع ثانی
(۱۹) چشمہ حیات، ایضاً ص ۱۲۶
(۲۰) ایضاً، ص ۱۲۶، مولانا سید محمد حمزہ حسنی، مکتوبات مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مجلس نشریات اسلام ناظم آباد کراچی، ۲۰۰۳ء ج ۱ ص ۲۰
(۲۱) مولانا فیض احمد فیض مہر منیر، پاکستان انٹرنیشنل پرنٹرز، مغلپورہ لاہور ۱۹۷۳ء، ص ۲۱۰ تا ۲۱۹ بحوالہ اشتہار دعوت مرزا غلام احمد قادیان۔ ضیاء الاسلام پریس قادیان ۲۰ جولائی ۱۹۰۰ء
(۲۲) نزھة الخواطر ایضاً ج ۸، ص: ۳۸
(۲۳) فیوض الرحمٰن جدون، مشاہیر علماء دیوبند، العالمین پریس لاہور ۱۹۷۶، ج ۱، ص ۳۳۔
(۲۴) چشمہ حیات ایضاً۔ ص ۱۲۶ بشیر احمد رضوی، نقش اولیاء آئی بی ایس گرز مکس بلیو ایریا اسلام آباد ۲۰۰۳ء، ص ۱۰۷